در اثباتِ حیاتِ بابرکاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات

آبِ حیات

تالیف

حجۃ الاسلام آیۃ من آیاتِ اللہ حضرۃ مولانا محمد قاسم نانوتوی

نور اللہ مرقدہٗ المتوفی ۱۲۹۷ھ

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان فون: 540513-519240

Email:Taleefat@mul.wol.net.pk



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْخَلَائِقِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے بندہ، ہیچمدان کمترینِ خلائق محمد قاسم عفی عنہ وعن والدیہ وعن جمیع المسلمین جس کی ہیچمدانی پر اس کی پریشانی و بے سروسامانی اور اس کے کمترین خلائق ہونے پر اس کی ناشائستگی اور نادانی گواہ ہے قدر شناسان کلام ربانی جن کو بیان نکات آیات سے ترقی ایمانی اور محبان نبی کی خدمت میں جن کو شرح کمالات محمدی سے شادمانی ہو عرض پرداز ہے چند سال گذرے کہ حسب ایمائے بعض بزرگان واجب الاطاعت شیعوں کے جواب لکھتا تھا اثناء تحریر جواب طعن فدک میں منجانب اللہ یوں خیال میں گذرا کہ اگر حکم میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عام اور حدیث لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ کو موضوع اور غلط کہا جائے تو یہ دعوئے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو زبان زد خاص وعام اہل اسلام ہے خود بخود باطل ہو جائے گا۔ اور اس دعویٰ کا منقوض ہونا منکروں کے کام آئے گا۔

الغرض آپ کی حیات حدیث مذکور کی مصدق اور حدیث مذکور دعویٰ حیات کی مؤید نظر آئی۔ اور اس وجہ سے علماء اہل السنۃ کی حقانیت اور خوش فہمی کا یقین ہوا مگر بوقت تحریر مذکور اتنے ہی لکھنے کا اتفاق ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزین ہیں جیسے ان کا مال قابل اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا ایسے ہی آپ کا مال بھی محل توریث نہیں بعد اتمام تحریر مذکور، چند سال تحریر

آپ کے مسائل

اور

اُن کا حل

جلد دہم

شہیدِ اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ

مکتبہ لدھیانوی

کی کوشش کی تو نہ صرف اس سے بیزاری کا اظہار کیا گیا بلکہ دورِ حاضر کے اساطین امت نے اس مسئلہ کی اہمیت اور حقیقت کو واضح کرتے ہوئے درج ذیل تحریر مرتب فرما کر مشتہر فرمائی اور متفقہ اعلان فرمایا:

مسئلہ حیات النبیؐ کے متعلق دورِ حاضر کے اکابر دیوبند کا مسلک اور ان کا متفقہ اعلان:

''حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاءؑ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور ان کے ابدانِ مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں، اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے، اور حیاتِ دنیوی کے مماثل ہے۔

صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلّف نہیں ہیں، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے بلاواسطہ سنتے ہیں، اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے، اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی تو مستقل تصنیف حیاتِ انبیاءؑ پر ''آبِ حیات'' کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ''المہند علی المفند'' بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لئے کافی ہے، اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابرِ دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔''

عقائدِ علمائے دیوبند اور حسام الحرمین

جس میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتاب حسام الحرمین کا مکمل جواب دیا گیا ہے اور علمائے حرمین سے جعل و تلبیس کے ذریعہ حاصل کردہ فتوے کی حقیقت اور علمائے دیوبند کا اصل مسلک ظاہر کیا گیا ہے

مُصنّفین

حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری ؒ — المہند علی المفند
شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ — خلاصہ الشہاب الثاقب
مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی — فیصلہ کن مناظرہ
مولانا محمد تقی عثمانی مدیر البلاغ کراچی — پیش لفظ
مولانا حسین احمد نجیب رفیق دار التصنیف — مقدمہ و ترتیب جدید

ناشر
دار الاشاعت
مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

السوال الخامس ما قولكم فی حیوة النبی علیه الصلوة والسلام فی قبره الشریف هل ذلك امر مخصوص به ام مثل سائر المؤمنین رحمة الله علیهم حیوته برزخیة **الجواب** عندنا و عند مشائخنا حضرة الرسالة صلی الله علیه وسلم حیٌّ فی قبره الشریف وحیوته صلی الله علیه وسلم دنیویة من غیر تکلیف وهی مختصة به صلی الله علیه وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات الله علیهم والشهداء — لا برزخیة کما هی حاصلة لسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما نص علیه العلامة السیوطی فی رسالته انباء الاذکیاء بحیوة الانبیاء حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیوة الانبیاء والشهداء فی القبر کحیوتهم فی الدنیا ویشهد له صلوة موسی علیه السلام فی قبره فان الصلوة تستدعی جسداً حیاً الی آخر ما قال فثبت بهذا

پانچواں سوال

مسئلہ حیات النبیؐ

کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے،

جواب

مسئلہ حیات النبیؐ میں علمائے دیوبند کا عقیدہ

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء میں بتصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اسکی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ

کفار، مشرکین، شیعہ، بدعتی، غیر مقلدین، مغرب زدہ مسلمان اور جاہل طبقے
کے اسلام پر اعتراضات وشبہات پر عقلی ونقلی، جامع اور دلچسپ جوابات

اشرف الجواب

افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرۃ

مولانا الشاہ محمد اشرف علی تھانوی

قدس اللہ سرہ

مکتبۃ الحسن
33 - حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور

کا مہمان ہوتا ہے اور اہل حق کا اثر پائیدار ہوتا ہے' مگر کلام ان کا رنگین نہیں ہوتا' پس ان دونوں میں ایسا فرق ہے جیسا ایک چمکدار گلٹ کے چمچے اور زنگ آلود روپے میں' روپیہ کا رنگ اگر نہ بھی چھڑاؤ وہ تب بھی سولہ ہی آنے کو چلتا ہے' اور گلٹ کے چمچے پر اگر گلٹ بھی چڑھا رہے پھر بھی اسے کوئی نہیں پوچھتا' اور اگر وہ بھی اتر جائے تو پھر وہ کچھ بھی نہیں' غرض روپے کو سفیدی اور چمک کی حاجت نہیں اور وہ گلٹ کا چمچہ اپنے سفید ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے' اور بظاہر روپے سے بھی زیادہ چمکدار ہے' اس کی سفیدی اور چمک تھوڑے دنوں کی ہے کہ اس کے بعد دو کوڑی کا بھی نہ ملے گا۔

نقد صوفی نہ ہمہ صافی بے غش باشد
اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد

جب یہ کسوٹی آئے گی تو روپیہ تو سامنے آ کھڑا ہوگا اور گلٹ کا چمچہ منہ چھپا پھرے گا۔

نہ باشد اہل باطن در پئے آرائش ظاہر
بہ نقاش احتیاجے نیست دیوار گلستاں را

یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی نہایت سادہ زندگی تھی' آپ ﷺ میں تکلف اور ظاہری وجہ میں کوئی شان و شوکت نہ تھی' کیونکہ آپ ﷺ سچے تھے باوجودیکہ آپ ﷺ اعلیٰ درجہ کے قادر اور اعجاز درجہ کے متین تھے' مگر ساتھ ہی اس کے نہایت بے تکلف تھے۔ (اصلاح انقلاب ص ۱۲)

۴۵ حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کی حیات برزخیہ کا اثبات!

حضور ﷺ کی قبر مبارک کے لیے بہت کچھ شرف حاصل ہے' کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے' بلکہ حضور ﷺ خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں' کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں' قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق

ہیں' صحابہ کرام کا بھی یہی اعتقاد ہے' جو بیشتر کتب میں بھی ہے' "ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق" (اللہ کے نبی اپنی قبر میں بلاشبہ زندہ ہیں' رزق پاتے ہیں) اگر آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق پہنچتا ہے' مگر یاد رہے کہ یہ حیات ہے' مگر اتنا ہونا نہیں ہے' جو دوسری قسم کی حیات ہے' جس کو حیات برزخیہ کہتے ہیں۔

حیات برزخیہ کے مراتب

باقی یہ کہ حیات برزخیہ تو سب کو حاصل ہے' پھر اس میں بھی کیا تفصیل ہے؟ تو اس کی تحقیق یہ ہے کہ اس کے مختلف مراتب ہیں' ایک مرتبہ تو تمام مومنین کو حاصل ہے' جس کے ذریعہ سے تنعیم قبر کی برزخ میں ان کو حس ہوگی' دوسری حیات شہداء کی ہوگی' عام مومنین کی حیات برزخیہ سے اقویٰ ہوگی' عام مومنین کی حیات برزخیہ بہ نسبت شہداء کے کمزور ہوتی ہے' اگرچہ اس حیات ناسوتیہ سے وہ بدرجہا اعلیٰ ہو' پس یہ کوئی نہ سمجھے کہ عام مومنین کی حیات برزخیہ اس حیات دنیویہ سے کمزور ہوگی' اور حیات شہید کے اقویٰ ہونے کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ زمین اس کی لاش کو نہیں کھا سکتی' اور یہ نہ کھانا ایک اثر ہے حیات کا۔

شہید کی حیات

پس شہید میں اس کا اثر ظاہر ہوا اور عام مومنین میں ظاہر نہ ہوا' یہ دلیل ہے شہید کے حیات کے اقویٰ ہونے کی بہ نسبت عام لوگوں کی حیات کے' بعض لوگوں نے اس کا انکار بھی کیا ہے' کہتے ہیں کہ مشاہدہ اس کے خلاف ہوا ہے' مگر یہ کوئی انکار کی وجہ نہیں ہو سکتی' کیونکہ جس طرح اس کے خلاف مشاہدہ ہوا ہے اسی کے موافق بھی مشاہدہ ہوا ہے' جب کہ دونوں طرح مشاہدے موجود ہیں تو صرف ایک ہی کا انکار کیونکر کیا جا سکتا ہے' البتہ اس سے بحث یہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں' اکثری ہے' اور نصوص کا محمل بھی اسی کو کہا جائے گا' باقی مطلقاً انکار تو صحیح نہیں ہو سکتا' یہ تو جواب تسلیمی ہے' اس تقدیر پر جب کہ ہم یہ مان لیں کہ جہاں تم نے اس کے خلاف کیا ہے وہ شہید حقیقی تھا' مگر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ شہید حقیقی نہ ہو' کیونکہ شہادت صرف اعلیٰ کا نام نہیں کہ معرکہ میں قتل ہو



فتاویٰ مفتی محمود

جلد اوّل

فقیہ ملت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

نہیں پڑھنی چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے لیے کھڑے ہونے سے منع فرمایا تھا جب آپ کا انتقال ہوا اس کے بعد بھی وہی حکم باقی ہے۔ خیر القرون میں کہیں قیام معروف منقول و معمول نہیں۔ لہٰذا قیام مذکور بغیر اس عقیدہ باطلہ کے بھی نہ کرنا چاہیے کرنے والا مبتدع ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے واللہ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم درود سن سکتے ہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت والجماعت مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں قرآن مجید اور احادیث کا حوالہ ضرور دیا جائے۔

(۱) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا درود شریف سن سکتے ہیں یا نہیں۔

(۲) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو درود پہنچتا ہے یا نہیں۔

(۳) یا محمدؐ۔ یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود درود شریف سن سکتے ہیں یا اللہ کریم ہمارا پڑھا ہوا درود حضورؐ کو سناتے ہیں۔

(۵) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں یا نہیں؟

(۶) کیا نبی کریم ہماری امداد فرما سکتے ہیں یا نہیں۔

(۷) کیا کامل پیر و مرشد کی بیعت کرنی چاہیے یا نہیں؟



(۱) ہر وقت ہر بات کا دور سے اور قریب سے سننا فقط اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا خاصہ ہے۔ کسی اور کے لیے اس کا ماننا اسلامی عقیدہ نہیں البتہ جس وقت اللہ تعالیٰ کسی کو سنائے تو اس وقت سن سکتا ہے۔

(۲) درود شریف تمام مسلمانوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور پہونچایا جاتا ہے اس خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خاص فرشتے مامور ہیں وہی لے کر پہنچاتے ہیں۔

(۳) یا رسول اللہ کہنا اگر اس عقیدہ کے ساتھ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں ان سے خطاب کر رہا ہوں تو یہ عقیدہ کفر ہے اور اگر یہ عقیدہ نہ ہو تب بھی بوجہ ایہام معنی فاسد کے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

(۴) اس کا جواب معلوم ہو گیا۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبور مطہرہ میں حیات ہیں حدیث معتبر سے ثابت ہے علامہ سیوطی نے شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور میں اس قسم کی احادیث بہت نقل کی ہیں۔ لیکن یہ حیات عنصری حیات

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

قال عليه الصلاة والسلام

العلم خزائن ومفاتيحها السؤال الا فاسئلوا فانه يؤجر فيه اربعة. السائل والعالم والمستمع والمحب لهم

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم وہ خزانہ ہے جس کی کنجیاں سوال ہے سوال کرو کہ اس میں چار شخصوں کو ثواب ملتا ہے اول مسئلہ دریافت کرنے والے کو، دوم مسئلہ بتانے والے عالم کو، سوم سننے والے کو، چہارم اُن کو جو ان سے محبت کرتا ہو

فتاویٰ رحیمیہ

جلد ہفتم

افادات

حضرۃ مولانا حافظ قاری مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری دامت فیوضہم

خطیب بڑی جامع مسجد راندیر ضلع سورت

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ

کراچی ۱، پاکستان ۲۶۳۱۸۶۱-۰۲۱

نقصان پہونچا سکتا ہے اور نہ نفع، اگر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے نہ چومتا۔

ذرا سوچئے کہ مسلمان حجر اسود کو قابل پرستش اور حاجت روا اور نفع و نقصان کا مالک جانتے ہوتے تو اس طرح خطاب کا کیا مطلب؟ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ بوسہ صرف جذبۂ محبت میں دیتے ہیں، اپنی اولاد اور بیوی کو بھی بوسہ دیتے ہیں کیا انھیں معبود اور حاجت روا سمجھ کر بوسہ دیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ فقط۔

انبیاء علیہم السلام کی ہڈیوں کے متعلق

سوال (۲۰۶۰) ایک رسالہ میں امام حسن خالص عسکری کے حالات میں لکھا ہے کہ جب سُرَّ مَنْ رَأیٰ میں قحط پڑا تو خلیفۂ وقت کے حکم کے مطابق بارش کی دعا کی گئی پھر بھی بارش نہ برسی، لیکن ایک نصرانی راہب نے اس کے بعد دعا کی تو بارش ہوئی کیونکہ اس کے ہاتھ میں کسی مدفون نبی کی ہڈی تھی اس لئے شبہ پیدا ہوا کہ کیا واقعۃً نبی کی ہڈی تھی یا کسی اور انسان کی؟ اور اس راہب کے ہاتھ میں وہ ہڈی کہاں سے آئی ــ؟ واقعۃً وہ ہڈی نبی کی ہو تو اس کا ثبوت کیا ہے؟ ایسے اشکالات پیدا ہو رہے ہیں، لہذا تفصیل سے جواب تحریر فرمائیں۔

جواب :- حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں، نماز پڑھتے ہیں، ان کو رزق پہونچایا جاتا ہے، خدا تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے بدن مبارک کو زمین پر حرام کر دیا ہے فی حدیث ابن اوس قال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ والدارمی والبیھقی فی الدعوات الکبیر وفی حدیث ابی الدرداء قال ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبیُّ اللہ حیٌّ یرزق فی حدیث مسلم وصح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون (مشکوٰۃ مع ھامش ص۱۲۰ و ص۱۲۱)

فنّی نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن
نئی کمپوزنگ

تالیفاتِ رشیدیہ

مع

فتاویٰ رشیدیہ

مکمل مبوّب

فقیہ العصر قطب الارشاد

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہٗ

کے فتاویٰ، رسائل اور تصانیف کا مجموعہ

ادارۂ اسلامیات

۱۹۰- انارکلی ○ لاہور

جواب :- اس مسئلہ کی پہلے تحریرات ہو چکی ہیں کہ مائۃ مسائل اور اربعین مسائل مولانا محمد اسحٰق مرحوم دہلوی کو دیکھئے چونکہ اب بندہ سے سوال کیا گیا ہے تو جواب مختصر لکھنا ضرور ہوا۔ استعانت کے تین معنی ہیں ایک یہ کہ حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ بحرمت فلاں میرا کام کر دے یہ باتفاق جائز ہے خواہ عند القبر ہو خواہ دوسری جگہ اس میں کسی کو کلام نہیں۔ دوسرے یہ کہ صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کر دو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ قبر سے دور کہے اور بعض روایات میں جو آیا ہے۔ اعینونی عباد اللہ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے تو وہ اس باب سے نہیں ہے اس سے حجت جواز پر لانا جہل بے معنی حدیث سے۔ تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کے یہ کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے۔ مجوز سماع موتی اس کے جواز کے مقر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے۔ پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے اور جس کو قاضی صاحب نے منع لکھا ہے وہ دوسری نوع کی استعانت ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ مسئلہ مخلوط ہو رہا ہے اور سماع موتی کا مسئلہ بھی صحابہ کے وقت سے مختلف فیہ ہے فمع ہذا "سلام" کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا بہرحال یہ مسئلہ مختلفہ ہے اس میں بحث مناسب نہیں ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبروں کو پختہ بنوانا

سوال :- قبروں کو پختہ کرانا اور عمارات بنانا اور روشنی وغیرہ کرنا کہ اُن کے منع میں حدیثیں صحیح وارد ہیں اور لعنت فرمائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پھر کیا باعث ہے جو خود حضرت ہی کا مزار مبارک پختہ رفیع الشان بنا ہوا ہے اور روشنی بھی ہوتی ہے اور بڑے بڑے سامان اور صحابہ اور اماموں کی بھی پختہ بنی ہیں۔ کیا کچھ خصوصیت ہے یا مصلحت ہے دین و دنیا کی اگر کوئی منع کرے تو نہیں مانتے اور غلط بتاتے ہیں۔ آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ جواب ایسے طور پر دیجئے جو اُن پر حجت ہو کیونکہ حدیثوں کا صاف انکار لازم آتا ہے۔ اگر اُن سے کہیں کہ حُجت تو قرآن و حدیث سے ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسی باتوں کو نہیں مانتے ۔

جواب :- یہ سب امور ناجائز ہیں اور جہاں کہیں لوگوں نے کیا ہے وہ علمائے مقبولین نے نہیں کیا بلکہ امراء و سلاطین نے کیا ہے اور خلاف قرآن شریف و سنت رسول کے جو کوئی کرے وہ ناجائز ہے قابل حجت نہیں ۔ فقط

قبروں کو پختہ بنانا اور اس پر قبہ بنوانا

سوال :- قبور کا پختہ بنانا اور ان پر عمارات و قبہ و روشنی و فرش فروش وغیرہ جو کچھ کہ لوگ کرتے ہیں قابل بیان نہیں حالانکہ امور مذکورہ کے منع شدید میں احادیث صحیحہ وارد ہیں اور فاعلین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی ہے مگر پھر لوگ تکذیب حدیث کر کے اپنے فعل کی حجت پر قبور انبیاء علیہم السلام بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاء کرام صحابہ و ائمہ مجتہدین کو پیش کرتے ہیں اور متبع احادیث و سنت کو منکر انبیاء و اولیاء کہتے ہیں اور در پئے ایذا رسانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ
کی منتخب فقہی تحریرات و مکاتیب کا مستند مجموعہ

فتاویٰ شیخ الاسلام

ترتیب

مولانا مفتی محمد سلمان منصورپوری

المیزان ناشران و تاجران کتب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان فون: ۷۲۱۲۷۶۲، ۷۱۲۲۹۸۱-۰۴۲

سفرِ حج موٹر پر

سوال: سفرِ حج میں اونٹوں کے بجائے موٹر سے سفر کرنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟
الجواب: اونٹوں کا سفر کوئی مقصود بالذات نہیں ہے جبکہ موٹر کا سفر بہت سے مصالح کو مشتمل ہے تو جہاز اور ریل کی طرح اس کو بھی فضیلت ہوگی۔
(مکتوبات ج ۱ ص ۱۱۹)

مدینہ منورہ کی بالقصد حاضری

سوال: مدینہ منورہ کی حاضری میں زائر کی کیا نیت ہونی چاہئے؟ حافظ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ محض مسجد شریف کی زیارت کا ارادہ محرک ہو۔ نیز اس ضمن میں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ حضور ﷺ کی حیات شہداء کی مانند محض روحانی ہے یا آپ جسم اقدس کے ساتھ زندہ بھی ہیں؟
الجواب: حافظ ابن تیمیہؒ کا مسلک حضوریٔ مدینہ کے بارے میں مرجوح بلکہ غلط ہے۔ مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور آپ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہئے آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جوکہ عام مومنین و شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیاتِ دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے (۱) آپ سے توسل نہ صرف وجود ظاہری کے زمانہ میں کیا جاتا تھا بلکہ اس برزخی وجود میں بھی کیا جانا چاہئے۔ محبوب حقیقی تک وصال اور اس کی رضا صرف آپ ہی کے ذریعہ اور وسیلہ سے ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے میرے نزدیک (افضل) یہی ہے کہ حج سے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہئے اور آپ کے توسل سے نعمت

---

(۱) انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات مبارکہ کے اس مسئلہ کو جس کی جانب جواب میں اشارہ کیا گیا ہے حضرت، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ نے اپنی تصانیف آب حیات و جمال قاسمی وغیرہ میں بدلائل واضح فرمایا ہے اور حدیث لا تعمله حاجة کا پورا متن یہ ہے جس کو امام تقی الدین سبکیؒ نے بروایت طبرانی و دار قطنی وغیرہما شفاء السقام کے ص: ۱۳، پر بیان کیا ہے من جاء نی زائراً لا یحمله الا زیارتی کان حقاً علیّ ان اکون له شفیعا له یوم القیامة (جمیل الرحمٰن)

پینتالیس ۴۵ سالہ خود نوشتہ فتاویٰ کا مجموعہ

فتاویٰ عثمانی

جلد اوّل

کتاب الایمان والعقائد، کتاب السنۃ والبدعۃ، کتاب العلم والتاریخ، کتاب التفسیر، کتاب الحدیث، کتاب الدعوۃ والتبلیغ، کتاب التصوف، کتاب الذکر والدعاء، کتاب حقوق المعاشرۃ، کتاب السیر والمناقب، کتاب الطہارات، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الجنائز

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

ترتیب و تخریج

مولانا محمد زبیر حق نواز

استاذ جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴

عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال:- محترم مولانا محمد تقی عثمانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے ایک خط آنجناب کو ارسال کیا تھا، لیکن جواب سے محروم رہا، اس خط میں یہ مذکور تھا کہ قرآن کے مطالعے سے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ مسلمان عام طور سے دینی معاملات میں اَحکامِ قرآن کے خلاف عمل کر رہے ہیں، ایسا کیوں ہے؟ یہ میں سمجھ نہیں سکا۔

قرآن میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ہر شخص کو موت آتی ہے، اور پھر وہ قیامت کے دن اُٹھایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر اچھی طرح اس کی وضاحت کردی تھی، لیکن عام مسلمان حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حیاتِ اولیاء کے قائل ہیں، اور ان کے تصرفات کے عجیب وغریب واقعات بیان کرتے رہتے ہیں۔

جواب:- مکرمی ومحترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پہلا خط مجھے ملنا یاد نہیں، بہرکیف! آپ کے سوال کا جواب عرض ذیل ہے:-

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سمیت تمام مخلوقات کو موت آتی ہے، البتہ موت کے بعد ہر انسان کو برزخی زندگی سے واسطہ پڑتا ہے، برزخی زندگی کا مطلب صرف یہ ہے کہ انسان کی رُوح کا اس کے جسم سے کسی قدر تعلق رہتا ہے، یہ تعلق عام انسانوں میں بھی ہوتا ہے، مگر اتنا کم کہ اس کے اثرات محسوس نہیں ہوتے۔ شہداء کی ارواح کا تعلق ان کے جسم سے عام انسانوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے اس لئے قرآنِ کریم نے انہیں احیاء قرار دیا ہے،[1] اور انبیائے کرام کا درجہ شہداء سے بھی بلند ہے، اس لئے احادیث کے مطابق ان کی ارواح کا تعلق جسم سے سب سے زیادہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ ان کی میراث بھی تقسیم نہیں ہوتی اور ان کے ازواج کا نکاح بھی دُوسرا نہیں ہوسکتا، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے،[2] چونکہ ان کی ارواح کا تعلق سب سے زیادہ ہوتا ہے، اس لئے شہداء کی طرح انہیں بھی احیاء قرار دیا گیا ہے، مگر یہ حیات اس طرح کی نہیں ہے جیسی انہیں موت سے پہلے حاصل تھی، نیز قرآن وسنت میں اس کی بھی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اس حالت میں انبیائے کرام علیہم السلام کو دُوسروں پر تصرف کا کوئی اختیار حاصل ہے، اگر کسی نے کبھی اس قسم کا کوئی واقعہ دیکھا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی صورتِ مثالی ہوسکتی ہے جس کا ان کو علم ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔

واللہ اعلم

۱۴۲۲/۸/۴ھ

(فتویٰ نمبر ۵۰۵/۱۰)

(۱) "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ." (البقرۃ:۱۵۴)

(۲) "وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا." (الأحزاب:۵۳)

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (الحدیث)

شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ ۱۸۰۵ء / ۱۹۰۲ء

کے مکتوبہ و مصدقہ فتاویٰ کا بے نظیر مجموعہ

فتاویٰ نذیریہ

مبوّب و مترجم

جلد اول

ناشر

مکتبۃ المعارف الاسلامیہ

گوجرانوالہ ○ پاکستان

حتی نزل فدخل المسجد فلم یکلم الناس حتی دخل علی عائشۃ فتیمم[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مغشی بثوب حبرۃ فکشف عن وجھہ ثم اکب علیہ فقبلہ وبکی ثم قال بابی انت وامی واللہ لا یجمع اللہ علیک موتتین اما الموتۃ التی کتبت علیک فقد متھا انتہی ما فی صحیح البخاری وایضا فیہ فقال ابوبکر اما بعد من کان منکم یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت الی اخر ما فیہ، اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے ہیں، کہ جو عند القبر درود بھیجتا ہے، میں سنتا ہوں، اور دور سے پہنچایا جاتا ہوں، چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ کتب[2] حدیث سے واضح ہوتا ہے لیکن کیفیت حیات کی اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اوروں کو اس کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں۔

سید محمد نذیر حسین

سے اترے مسجد میں داخل ہوئے، اور لوگوں سے کوئی بات نہ کی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا تھا، اور آپ پر ایک چادر ڈالی ہوئی تھی، آپ نے چہرہ سے چادر اٹھائی، پھر جھک کر آپ کا بوسہ لیا اور رونے لگے، پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہ کرے گا، جو موت اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لکھ رکھی تھی، وہ آپ کو آ گئی، اور بخاری میں یہ بھی ہے، کہ حضرت ابوبکر نے کہا تم میں سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا، وہ تو مر گئے، اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا، تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے، کبھی نہ مرے گا۔

(۱) قولہ فتیمم ای قصد قولہ حبرۃ بکسر المہملۃ وفتح الموحدۃ بوزن عنبۃ نوع من برود الیمن مخططۃ غالیۃ الثمن قولہ فقبلہ ای بین عینیہ وقد ترجم علیہ النسائی واورد ھھنا فتح الباری۔

(۲) چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ کتب سے واضح ہوتا ہے الخ اقول اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ والبیہقی فی الشعب عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا بلغتہ انتہی ومعنی قولہ نائیا ای بعیدا عنی وبلغتہ بصیغۃ المجہول مشددا ای بلغتہ الملائکۃ سلامہ وصلاتہ علی واخرج ابوالشیخ فی کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثنا عبدالرحمن بن احمد الاعرج ثنا الحسین بن الصباح ثنا ابومعاویۃ ثنا الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی من بعید بلغتہ قال ابن القیم فی جلاء الافہام وھذا الحدیث غریب جدا انتہی اقول وکذا الحدیث الاول ایضا غریب جدا وفی الباب عن عمار بن یاسر بسند ضعیف عند البزار وابی الشیخ بن حبان والطبرانی فی الکبیر ولم یثبت فی الباب شیٔ۔ مشکوٰۃ المصابیح والترغیب والترھیب وعون المعبود شرح سنن ابی داؤد۔ ابوسعید محمد شرف الدین

یستفتونک قل اللہ یفتیکم

شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا الحافظ الحاج مفتی
ابو محمد عبد الستار صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
امام جماعت غرباء اہلحدیث کثر اللہ سوادہم کے گراں قدر
علمی و تحقیقی فتاوے

الموسومۃ بہ

فتاویٰ ستاریہ

جلد چہارم

جامع

حضرت مولانا حافظ عبد الغفار صاحب سلفی امام جماعت غرباء اہلحدیث

طابع و ناشر

مولانا حافظ عبد القہار صاحب مدرس مدرسہ دار السلام محمدی مسجد نسٹم کراچی

ملنے کے پتے
(۱) المکتب الاسلامی جماعت غرباء اہلحدیث کراچی
(۲) مکتبہ ایوبیہ آرٹیلری میدان برنس روڈ کراچی
فون ۵۳۲۸۹

قیمت ۸ روپے

8/--

رضاعی بہن بھائی کے رشتہ کے متعلق سوال

سوال (۵۵۸) آدمی نے اپنی عورت سے لڑکر اپنا دودھ کا بچہ اپنی ہمشیرہ کو دیدیا بوقت عشاء اور آدھی رات بچہ کی حقیقی ماں بچہ کو واپس گھر لے آئی۔ اتنے عرصہ میں بچہ نے اپنی بھوار کا دودھ دو دفعہ پیا۔ آیا اس لڑکے کا نکاح بھوار کی لڑکی کے ساتھ ہو جائے گا یا نہیں؟ شریعت محمدیہ کی روشنی میں جواب سے سرفراز فرمائیں اور جواب بہت جلد دیں کیونکہ شادی تیار ہے صرف فتوے کا انتظار ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی فقط۔

سائل سید محمد۔ ڈاہر ضلع منٹگمری

جواب (۵۵۸) الجواب بعون الوہاب۔ صورت مسئولہ میں واضح باد کہ شرعًا پھوپھی کی لڑکی سے نکاح جائز درست ہے اور دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی لقول النبی علیہ السلام لَا يُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَالرَّضْعَتَانِ الحدیث۔ کم از کم پانچ مرتبہ پیٹ بھر کر دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے عبد القہار عفرلہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ

انبیاء کی لاش، درود آپ تک پہنچنے اور خود سننے کی بابت سوال

سوال (۵۵۹) (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ جس طرح عام مردوں کی لاش خراب ہو جاتی ہے کیا اسی طرح انبیاء کی لاش خراب ہو جاتی ہے اور تمام انبیا حیات ہیں کہ نہیں؟

(۲) جو شخص آنحضرت پر درود بھیجے اور یہ درود فرشتے لے جا کر آنحضرت کو سناتے ہیں یا نہیں؟

(۳) جو شخص آنحضرت کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے آنحضرت خود اس کو جواب دیتے ہیں یا نہیں؟

عبد الرحمن حبیب لائن کراچی

جواب (۵۵۹) الجواب بعون الوہاب۔ صورت مسئولہ میں واضح باد کہ:

(۱) انبیاء علیہم السلام کا جسم مرنے کے بعد خراب نہیں ہوتا بلکہ بعینہ صحیح سالم رہتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ اجساد انبیاء کو کھائے (یعنی خراب کرے)۔ انبیاء کو برزخی زندگی حاصل ہے۔

(۲) ہاں فرشتے درود نبی علیہ السلام کو پہنچاتے ہیں۔

(۳) جو شخص آپ کی قبر پر جا کر سلام کہتا ہے اس کا سلام آپ خود سنتے ہیں۔ یہاں سے نہیں سنتے کیونکہ فرشتے پہنچانے کے لئے اللہ نے مقرر فرمائے ہیں فقط عبد القہار عفرلہ

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ
حج اور عمرہ کو خالص اللہ جل شانہ کیواسطے پورا کیا کرو،

فضائلِ حج

مؤلفہ

حضرت مولانا الحافظ الحاج المحدث محمد زکریا صاحب
نور اللہ مرقدہٗ

ناشر

کتب خانہ فیضی لاہور
پاکستان

الکتب الستۃ ومعنی قولہ بلغنا ای فی الحدیث۔

فائدہ:۔ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ کی جگہ یا رسول اللّٰہ کہے تو زیادہ بہتر ہے۔ علامہ قسطلانیؒ نے شیخ زین الدین مراغی وغیرہ سے بھی یہی نقل کیا کہ یارسول اللّٰہ کہنا اولیٰ ہے۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ یہ اس وجہ سے کہ حضورؐ کا نام لے کر پکارنے کی ممانعت ہے لیکن اگر یہی لفظ روایت میں منقول ہے تو منقول کی رعایت کی وجہ سے ممانعت نہ رہے گی۔ اس ناپاک و ناکارہ کے خیال میں روضۂ اقدس پر مزوروں کے رٹے ہوئے الفاظ بغیر سمجھے طوطے کی طرح پڑھنے کے بجائے نہایت خضوع خشوع، سکون وقار سے ستر مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حاضری کیوقت پڑھ لیا کرے تو شاید زیادہ بہتر ہو۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ ستر مرتبہ کی خصوصیت اس لئے ہے کہ اس عدد کو اجابت میں دخل ہے۔ قرآن پاک میں بھی منافقین کے بارہ میں حضورؐ کو ارشاد ہوا ہے۔ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَہُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَہُمْ "اگر تم ان منافقوں کے لئے ستر مرتبہ استغفار کرو تب بھی ان کی مغفرت نہ ہوگی۔"

(۱۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا کُفِیَ اَمْرَ دُنْیَاہُ وَاٰخِرَتِہٖ وَکُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا وَّشَفِیْعًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس کھڑا ہو کر مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو کسی اور جگہ درود پڑھتا ہے تو اس کی دنیا اور آخرت کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور اس کا سفارشی ہوں گا۔"

رواہ البیہقی فی الشعب والخطیب وابن عساکر کذا فی الدر وبسط طرقہ السبکی فی شفاء الاسقام وفی المواھب وشرحہ عزاہ الی ابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق۔

فائدہ:۔ دوسری متعدد احادیث میں آیا ہے کہ جو دور سے کوئی شخص درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ جل شانہٗ نے فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں جو اس کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں اس حدیث شریف میں قبر شریف پر کھڑے ہو کر درود شریف پڑھنے کی کس قدر فضیلت ہے

کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خود بہ نفسِ نفیس سنتے ہیں اور کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مبارک حضرات جو اس پاک شہر میں رہنے والے ہیں، اور ہر وقت بلا واسطہ درود شریف حضورؐ کو سناتے رہتے ہیں۔

سلیمان بن سحیم کہتے ہیں کہ مجھے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی میں نے حضورؐ سے دریافت کیا یا رسول اللہ یہ جو لوگ حاضرِ خدمت ہو کر سلام کرتے ہیں آپ کو ان کا علم ہوتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں ہوتا ہے اور میں ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں (اخرجہ سعید بن منصور کذافی الاتحاف)۔

(۱۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ نہ سفر کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف ایک مسجد حرام دوسری مسجد بیت المقدس تیسری میری یہ مسجد۔"

متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ وعند احمد وابی یعلٰی وابن خزیمۃ والطبرانی والضیاء من حدیث ابی سعید بلفظ لاتشد رحال المطی الی مسجد یذکر اللّٰہ فیہ الا الی ثلثۃ مساجد کذا فی الاتحاف۔

فائدہ:۔ چونکہ اس حدیث شریف میں تین مساجد کے علاوہ کسی اور جگہ کے سفر کی ممانعت کی گئی اس لئے بعض علماء نے اس سے دلیل پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کے ارادہ سے سفر کی ممانعت فرمائی ہے۔ وہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس نیت سے سفر نہ کرے بلکہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کرے البتہ وہاں پہنچنے کے بعد مزار پاک کی زیارت میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن جمہور علماء کے نزدیک اس حدیث شریف کا یہ مطلب ہرگز نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے ارادہ سے سفر نہ کرے۔ اسلئے کہ یہ تین مساجد تو بہت اہمیت رکھتی ہیں جیسا کہ چھٹی فصل کی حدیث نمبر ۶ میں گذر چکا ہے اس کے علاوہ اور مساجد میں کوئی خاص خصوصیت نہیں۔

دارالافتا جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

مدلل، مکمل

کِفایتُ المُفتی

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

جلد اوّل

کتاب الایمان والکفر
کتاب العقائد

دارالاشاعت اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

حسن خان البو فالى القنوجى فى نزل الابرار فى بيان فوائد الصلوٰة عليه صلى الله عليه وسلم ومنها قيام ملك على قبره صلى الله عليه وسلم اعطاه اسماع الخلائق يبلغه اياها كما فى حديث واثق ابن حبان رواته ووردت احاديث بمعناه ثانية ولله الحمد و منها انها سبب لرد النبى صلى الله عليه وسلم على المصلى والمسلّم عليه كماورد بسند حسن بل صححه النووى فى الاذكار وغيره . انتهى ملتقطاً۔

ہاں اس خیال اور اعتقاد سے ندا کرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے۔اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔(۱) تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجالس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے یا کسی اور طریقے سے ؟ اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے۔یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے۔تو یہ صوت علاوہ اس کے کہ بے ثبوت ہے،باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم،اور اگر مفارقت نہیں ہوتی تو پھر ہر مجلس مولود میں آپ ﷺ کی موجودگی بدن وروح کے ساتھ ہوتی ہے یا محض بطور کشف وعلم کے پہلی صورت بدلیتہً باطل ہے۔اور دوسری صورت بے ثبوت اور بعض اعتبار سے موجب شرک ہے کہ آن واحد میں مجالس کثیرہ کا علم ہونا اس طرح کہ گویا آپ ﷺ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں یہ خاصہ ذات احدیت ہے۔آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنا شرک ہے۔(۲)

رہی مجلس میلاد تو اس کا حکم یہ ہے کہ نفس ذکر ولادت ومعجزات واقوال وافعال وواقعات آنحضرت ﷺ جائز بلکہ محبوب ومستحسن ہے۔لیکن قیود مروجہ اور ہیئات مخصوصہ جو آج کل اکثر مجالس مروجہ میں پائی جاتی ہیں بدعت اور بے اصل ہیں۔(۳) ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بالکل بے اصل ہے۔شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی اصل نہیں، نہ قرون ثلثہ میں اس کا وجود تھا، نہ کوئی دلیل اس کے جواز پر دال ہے۔(۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی۔

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروی خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہداء راست۔" (اشعة اللمعات ترجمه مشكوٰة ، كتاب الصلوٰة ، باب الجمعة فصل ۲ : ج ۱ ص ٦۱۳ مطبع نامی منشی)

۲۔"وفی الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء واولیاء ہر وقت حاضر وناظر اند......شرک است چہ ایں صفت از مختصات حق جل جلالہ است کے را در آں شرکت نیست......وغیرہ ازیں روایات است وعن هذا قال علماء نامن قال انّ ارواح المشائخ حاضرة تعلم بكفر انتهى۔" (مجموعۃ الفتاویٰ : ج ۱ ص ۴۸ ، مجموعہ فتاویٰ عبدالحیؒ اردو : ج ۱ ص ۳۴٦ ط سعید)

۳۔ قال العلامة الشاطبیؒ فی الا عتصام : "منها وضع الحدود و التزام الكيفيات والهيات المعينة و التزام العبادات المعينة فى اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعين فى الشريعة۔" (الباب الاول ، فصل فى تعريف البدع الخ : ج ۱ ص ۳۹ ط دارالفکر)

۴۔ لہٰذا یہ عمل بھی خاص بدعت ہے۔ کیونکہ بدعت کی تعریف ہے : "كل حدث فى الدين بعد زمن الصحابة بلا حجة شرعية" (انجم اس : ص ۵ ط امدادیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدارج النبوت

اوّل

مصنف: حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی

مترجم: مولانا محمد منشا تابش قصوری

ناشر

خزینہ علم وادب

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

ان کی قبر مبارک کو ایک خاص تقریب کے موقع پر کھولا گیا تو بعینہٖ صحیح سالم تھے حتیٰ کہ ان کا کفن بھی میلا نہیں ہوا تھا۔ وہ تقریب کچھ اس طرح سے تھی کہ ان کے بھتیجے نے جو نہایت صالح، متقی تھا۔ اس نے وصیت کی کہ انہیں حضرت علی متقی علیہ الرحمۃ کی قبر میں دفنایا جائے اس لیے کہ مکہ مکرمہ میں عموماً رواج ہے کہ انہیں بزرگوں کی قبروں میں حصول برکت کے لیے دفن کرتے ہیں۔ اب تو حصول برکت کا تصور ہی نہیں کیونکہ جب سے سعودی حرمین شریفین پر قابض ہوئے ہیں انہوں نے پورے حجاز مقدس میں جہاں تک ان کی حکومت ہے۔ مزارات صحابہ واہل بیت اور مسلمانوں کی قبروں کو مٹا دیا ہے۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں ''جنت المعلیٰ اور مدینہ منورہ میں جنت البقیع'' جہاں ہزاروں صحابہ کرام، اولیائے امت مدفون ہیں۔ اکھاڑ کر برباد کر دیا ہے۔ مقام ابواء پر سید الانبیاء والمرسلین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ ؓ کا مزار اقدس تھا اسے بھی نجدی ظالموں نے سلامت نہیں چھوڑا بلکہ بلڈوزکر کے ختم کر دیا گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) (تابش قصوری ۱۴۲۲ھ ماہ صیام / ۲۰۰۱ دسمبر)

حیات النبی ﷺ ☆

سید عالم ﷺ کے جسد اطہر کو زمین کے نہ کھانے سے ظاہری مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ عالم برزخ میں حیات ظاہری کی طرح زندہ و پائندہ ہیں۔ اور اس حیات میں نبی کریم ﷺ اور دیگر تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام مختص ہیں۔

وراثت مصطفیٰ ﷺ ☆

آپ ﷺ کے خصائص کریمہ میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی وراثت، حیات دائمی و بقائے زندگی کے باعث پائی ہی نہیں گئی۔ آپ ﷺ کا ترکہ آپ ﷺ ہی کی ملکیت ہے۔ بعض نے کہا وہ صدقہ ہے اور آپ ﷺ کے ترکہ کو ویسے ہی خرچ کیا جائے گا۔ جیسے حضور پُر نور ﷺ حیات ظاہریہ میں صرف فرمایا کرتے تھے۔ یعنی اہل وعیال اولاد واحفاد، غرباء و مساکین فقراء و وصایا اور مسلمانوں کی فلاح واصلاح اور اسلام کی تعمیر و ترقی پر خرچ کیا جائے گا۔ جیسے سید عالم ﷺ حین حیات دنیوی فرمایا کرتے تھے اور یہ حضور سید عالم ﷺ کو اختیار تھا کہ آپ ﷺ تمام مال کے لیے وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی ایک کے لیے بھی جائز نہیں کہ تہائی مال سے زائد کی وصیت کریں۔ انبیاء کرام کے لیے بھی یہی حکم ہے کیونکہ ان کی میراث ہوتی ہی نہیں۔ ارشاد خداوندی کا مطلب کہ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ۔ ''حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث بنے نیز فرمایا: رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِي ''میرے رب اپنی طرف سے میرا وارث بنا جو میری وراثت پائے۔'' تو اس سے مراد نبوت و علم کی وراثت ہے۔

روضہ انور میں باجماعت نماز ☆

آپ ﷺ کے خصائص عظیمہ میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔ جیسے تمام انبیاء و مرسلین اور نبی کریم ﷺ اپنے مزار اقدس کے اندر اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔

نکتہ ☆

ظاہر ہے کہ جماعت فرد واحد کے نماز پڑھنے کو نہیں کہتے کم از کم ایک مقتدی تو امام کے ساتھ ہونا چاہئے اور یہاں قبر

معارفِ الحدیث

یعنی

احادیثِ نبوی کا ایک جدید اور جامع انتخاب

اردو ترجمہ اور تشریحات کے ساتھ

جلد پنجم، ششم و ہفتم

كتاب الاذكار والدعوات

كتاب المعاشرة والمعاملات حصہ اول و دوم

تالیف

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

دارالاشاعت

اردو بازار، ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 021-2213768

اس طرح صلوٰۃ وسلام بھیجا ہے) اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ وہ فرشتہ صلوٰۃ وسلام بھیجنے والے اُمتی کا نام اس کی ولدیت کے ساتھ ذکر کرتا ہے، یعنی حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کرتا ہے: "یامُحمد صلی علیك فلاں بن فلاں." "کتنی خوش قسمتی ہے اور کتنا اَرزاں سودا ہے کہ جو امتی اخلاص کے ساتھ صلوٰۃ وسلام عرض کرتا ہے، وہ حضور ﷺ کی خدمت میں اس کے نام اور ولدیت کے ساتھ فرشتے کے ذریعہ پہنچتا ہے، اور اس طرح آپ ﷺ کی بارگاہِ عالی میں اُس بے چارے مسکین اُمتی اور اس کے باپ کا ذکر بھی آجاتا ہے۔

جاں میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو
در مجلس آں نازنیں حرفے کہ از ما مے رَوَد

۳۰۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّاللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ. (رواه ابو داؤد والبيهقى فى الدعوات الكبير)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جب کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر واپس فرمائے گا تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دیدوں۔ (سنن ابی داؤد، دعوات کبیر للبیہقی)

تشریح...... حدیث کے ظاہری الفاظ "اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ" سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی روح مبارک جسدِ اطہر سے الگ رہتی ہے، جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے جسد اطہر میں روحِ مبارک کو لوٹا دیتا ہے تاکہ آپ سلام کا جواب دے سکیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی، اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ ایک دن میں لاکھوں کروڑوں دفعہ آپ ﷺ کی روحِ مبارک جسمِ اقدس میں ڈالی اور نکالی جاتی ہے، کیونکہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ آپ کے لاکھوں کروڑوں اُمتی آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام نہ بھیجتے ہوں۔ روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کرنے والوں کا بھی ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے، اور عام دنوں میں بھی ان کا شمار ہزاروں سے کم نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔ اگرچہ اس حیات کی نوعیت کے بارے میں علماء امت کی رائیں مختلف ہیں، لیکن اتنی بات سب کے نزدیک مسلم اور دلائلِ شرعیہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء ﷺ کو اپنی قبور میں حیات حاصل ہے اس لئے حدیث کا یہ مطلب کسی طرح نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کا جسدِ اطہر روح سے خالی رہتا ہے اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دلوانے کے لئے اس میں روح ڈال دیتا ہے۔ اس بناء پر اکثر شارحین نے "ردِروح" کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قبر مبارک میں آپ ﷺ کی روحِ پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی و جلالی تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہے (اور یہ بات بالکل قرین قیاس ہے) پھر جب کوئی اُمتی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعہ یا براہِ راست آپ ﷺ تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ ﷺ

نام کتاب: مواعظِ یزدانی

نام مصنف: شہید الاسلام علامہ حبیب اللہ یزدانیؒ

ناشر: عبدالوحید اکیڈمی گوجرانوالہ



ملنے کے پتے:

عبدالوالی کتاب گھر گوجرانوالہ .... فون: 0431-233089

مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ .... فون: 0431-235072

مکتبہ دارالسلام اردو بازار گوجرانوالہ

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور .... فون: 042-7224228

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور .... فون: 042-7321865



مواعظِ یزدانی

شہید اسلام

علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی رحمہ اللہ

تخریج وتحقیق:

حافظ عباس انجم

ترتیب:

عبدالوحید ربانی

عبدالوحید اکیڈمی گوجرانوالہ

اب میں نے ایک بات پوچھنی ہے کیونکہ بہت بڑا اجتماع ہے اور بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ میرے سامنے موجود ہیں۔

اہل خرد بھی ہیں...... اہل سمجھ بھی ہیں...... اہل حدیث بھی ہیں...... اہل سنت بھی ہیں...... اہل ایمان بھی ہیں...... اہل اسلام بھی ہیں...... اہل دیانت بھی ہیں...... اہل امانت بھی ہیں...... اور اہل انصاف کا اتنا بڑا اجتماع ہے مجھے انصاف سے جواب دو کہ جن صحابہ رضی اللہ عنہم کو میرے پیغمبر علیہ السلام سے اتنا پیار اور محبت ہے کہ وہ کہتے ہیں ہماری جان چلی جائے لیکن نبی کے پیر مبارک کو کانٹا بھی نہ چبھے۔[1]

بتلاؤ نبی زندہ ہو تو کیا صحابہ زندہ نبی پر مٹی ڈال سکتے ہیں؟

پتہ چلا کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سچے ہیں آج کا مولوی جھوٹا ہے جو صحابہ پر الزام لگاتا ہے کہ نبی زندہ ہیں اور صحابہ نے اوپر مٹی ڈال دی تھی۔

ہم میں سے کون ہے جو یہ پسند کرے کہ ہم اپنے کسی پیارے پر مٹی ڈالیں، کیا بیوی پسند کرے گی کہ زندہ شوہر پر مٹی ڈالے...... کیا بیٹا پسند کرے گا کہ اپنے زندہ باپ پر مٹی ڈالے...... کیا کوئی مرید پسند کرے گا کہ اپنے زندہ پیر پر مٹی ڈالے، جس طرح ہم سے کوئی بھی ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں تو پھر!

میرا صدیق۔ میرا فاروق، میرا عثمان، میرا حیدر، میرا حسن، میرا حسینؓ، اور میرے بلال رضی اللہ عنہم بھی زندہ نبی ﷺ پر مٹی ڈال نہیں سکتے۔

مجھے یہ بتاؤ کہ کیا زندہ کی قبریں ہوتی ہیں؟

پتہ چلا کہ میرے آقا دنیا سے وفات پا چکے ہیں باقی رہ گیا مسئلہ قبر کی زندگی کا، میرا عقیدہ ہے کہ نبی قبر میں قبر کی زندگی سے زندہ ہے، دنیاوی زندگی نہیں وہ قبر کی زندگی ہے، ہم تو ولی کی قبر کی زندگی مانتے ہیں، نبی کی مانتے ہیں، کافر کی مانتے ہیں، مشرک کی مانتے ہیں اگر قبر کی زندگی نہ مانیں تو کافر کو عذاب قبر کیسا ہے؟

---

[1] الرحیق المختوم ۴۵۸۔

محقق ایڈیشن

مع تخریج

مظاہر حق

جدید

اردو شرح

مشکوۃ شریف

جلد اوّل

تصنیف

علامہ نواب محمد قطب الدین خاں دہلوی رحمہ اللہ

مع

مقدمہ حواشی وتخریج احادیث

از

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

صدر شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

لئے اس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ہے، اس لئے جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بشارت کے مطابق اس شخص پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

(۹۲۱/۴) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَّرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ۔

۹۲۱ (۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس (مرتبہ) رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے دس گناہوں کو معاف کرے گا اور (تقرب الی اللہ کے سلسلہ میں) اس کے دس درجے بلند کرے گا۔ (نسائی)

(۹۲۲/۵) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

۹۲۲ (۵) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر اکثر درود پڑھنے والے ہیں۔ (ترمذی)

تشریح: ابن حبانؒ نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اور آپ کی یہ بشارت عظمیٰ محدثین کرام پر زیادہ صادق آتی ہے، چونکہ کوئی جماعت محدثین سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجتی اس لئے قیامت کے دن تمام لوگوں میں سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب یہی مقدس طبقہ ہوگا۔

(۹۲۳/۶) وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ۔ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ۔

۹۲۳ (۶) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے جو زمین پر سیاحت کرنے والے ہیں میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔ (نسائی، دارمی)

تشریح: اس حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو روضۂ اقدس سے دور رہتے ہیں اور انہیں روضۂ مقدس پر حاضری کا شرف حاصل نہیں ہوتا، چنانچہ ایسے لوگ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قلیل یا کثیر تعداد میں سلام بھیجتے ہیں تو فرشتے ان کا سلام بارگاہ نبوت میں بصد عقیدت و احترام پیش کرتے ہیں۔

البتہ وہ حضرات جنہیں خدا نے اپنے محبوب کے روضۂ اقدس پر حاضری کی سعادت سے نواز رکھا ہے جب وہ بارگاہ نبوت میں سلام پیش کرتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے لئے فرشتوں کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کے سلام آنحضورؐ خود سنتے ہیں۔

اس حدیث سے چند باتوں پر روشنی پڑتی ہے، اول یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات جسمانی حاصل ہے کہ جس طرح آپ کو دنیا میں زندگی حاصل تھی، اسی طرح آپ کو قبر میں بھی زندگی حاصل ہے۔

(۹۲۱/۴) دیکھئے سنن نسائی ۱/۱۹۱، اس کی سند صحیح ہے، دیکھئے مستدرک حاکم ۱/۵۵۰۔

(۹۲۲/۵) دیکھئے سنن حدیث ۴۸۴، اور لکھا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ بقول الالبانی، اس کی سند میں عبداللہ بن کیسان نامی راوی ضعیف ہے اس کی ابن حبان کے سوا کسی نے بھی توثیق نہیں کی (حواشی ۱/۲۹۱، ۲۷)

دوم یہ کہ آنحضرت ﷺ کی امت کے لوگ جب آپ پر سلام بھیجتے ہیں تو آپ خوش ہوتے ہیں جو سلام بھیجنے والے کے حق میں انتہائی سعادت و خوش بختی کی بات ہے۔

سوم یہ کہ جب فرشتے کسی امتی کا سلام بارگاہِ نبوت میں پیش کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ سلام قبولیت کے درجہ کو پہنچ گیا ہے۔ اور اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلام بھیجنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں نیز ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب فرشتے سلام لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوتے ہیں تو سلام بھیجنے والے کا نام بھی لیتے ہیں، مثلاً وہ کہتے ہیں یا رسول اللہ! مولانا محمد قطب الدین ابن محی الدین خدمتِ بابرکت میں سلام عرض کرتے ہیں یا آپ کا ایک ادنیٰ غلام عبدالرحیم ابن مولانا محمد عبدالحق خدمتِ اقدس میں نذرانہ سلام پیش کرتا ہے۔

جاں می دہم در آرزوئے قاصد آخر باز گو در مجلس آں نازنین حرفے کہ از ما می رود

آپ ﷺ سلام بھیجنے والے کے سلام کا جواب دیتے ہیں

(۹۲۴/۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔

(۹۲۴/۷) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد، بیہقی)

تشریح:۔ اہل سنت والجماعت کا یہ مسلّم عقیدہ ہے کہ آقائے نامدار فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) عالم برزخ میں زندہ ہیں، مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عالم برزخ میں زندہ نہیں ہیں بلکہ جب کوئی شخص آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے تو اس وقت آپ کی روح مبارک جسم پاک میں لوٹ آتی ہے، پھر آپ سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اس تعارض کا جواب یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ "روح لوٹانے" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ روح مبارک آپ کے مقدس بدن میں ہمہ وقت موجود نہیں رہتی، صرف سلام بھیجنے کے وقت اسے کچھ وقت کے لئے بدن میں واپس کر دیا جاتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی روح مبارک چونکہ ہمہ وقت مشاہدۂ رب العزت میں مستغرق رہتی ہے، اس لئے اس کو حالت استغراق و مشاہدہ سے ہٹا کر اس عالم کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے تاکہ آپ اپنے امتیوں کے درود و سلام سنیں اور اس کا جواب دیں چنانچہ روح مبارک کے اسی متوجہ کرنے اور آگاہ کرنے کو ان الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے ورنہ تو تمام انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اب سوال یہ رہ گیا کہ حدیث میں مذکورہ فضیلت خاص طور پر ان لوگوں سے متعلق ہے جو روضۂ اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور اس کی زیارت کرتے ہیں یا عمومی طور پر سب لوگوں کے لئے ہے؟ تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس فضیلت کا تعلق عمومی طور پر ہے یعنی خواہ کوئی شخص آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کرے یا کسی دور دراز علاقہ سے سلام بھیجے، البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ جو شخص روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کرتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرشتوں کے واسطے کے بغیر خود سنتے ہیں اور جنہیں روضۂ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل نہیں ہو سکتا، ان کا سلام فرشتوں کے واسطے سے سنتے ہیں جیسا کہ تیسری فصل میں حضرت ابوہریرہؓ کی آنے والی حدیث سے بھی معلوم ہو جائے گا۔

(۹۲۴/۷) سنن ابی داؤد ۲/۵۳۴ حدیث ۲۰۴۱۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلد دوم

استاذ المحدثین مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

تدوین وفہارس

محمد سعد صدیقی کاندھلوی

مکتبۃ الحسن
33 - حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور

فصل سوم

حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تمام اہل سنت و الجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز اور عبادت میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے، اس لیے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔

احادیث صحیحہ اور صریحہ سے ثابت ہے کہ مردے سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے، مقتولین بدر سے آپ کا خطاب فرمانا صحیحین اور تمام کتب حدیث میں مذکور اور مشہور ہے۔[۱] نیز حدیث میں ہے۔

﴿مامن احديمر بقبر اخيه المؤمن كان يعرفه فى الدنيا فيسلم عليه الاعرفه ورد عليه السلام رواه ابن عبد البر و صححه ابو محمد عبدالحق وقال صلى الله عليه وسلم ان الميت ليعرف من يغسله و يحمله و يدليه فى قبره رواه احمد وغيره.﴾[۲]

''جو شخص اپنے مومن بھائی کی قبر پر گزرے جس کو مرنے سے پہلے وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرلے تو وہ مردہ بھی اس کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے، اس حدیث کو حافظ ابن عبدالبر نے روایت کیا اور شیخ عبدالحق نے اس کو صحیح بتایا، نیز نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا ارشاد ہے کہ تحقیق میت اس شخص کو پہچانتا ہے جو اس کو غسل دے اور اس کو اٹھائے اور اس کی قبر میں اتارے۔ اس حدیث کو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔''

۱ سیرۃ، ج ۱ میں غزوہ بدر کی بحث میں دیکھا جائے۔

۲ زرقانی، محمد بن عبدالباقی، شرح مواہب لدنیہ، ج ۵: ص ۳۳۴

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

مترجم

سنن ابن ماجہ شریف

مع مختصر شرح

۴۳۴۱ احادیث نبوی ﷺ کا مستند اور گراں بہا مجموعہ
جس کو امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ
نے پانچ لاکھ احادیث نبوی ﷺ کے مجموعہ سے منتخب فرمایا تھا

حصہ اول

ترجمہ و فوائد

حضرت علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ تعالیٰ

ناشر

اسلامی اکادمی

اردو بازار، لاہور۔ پاکستان

اور بعض نے کہا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے ساتھ توسل جائز نہیں ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات کے بعد، توسل کیا آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے، اور ہم کہتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات بھی اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ تو جیسے توسل پہلے جائز تھا۔ اب بھی جائز ہوگا، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کلام سے اس کا عدم جواز نہیں نکلتا، بلکہ ان کا مقصود زندوں سے توسل کرنا تھا۔ اور دلیل ہماری وہ روایت ہے، جو طبرانی نے نکالی کبیر میں عثمان بن حنیف سے، کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس کسی کام کے لئے آتا جاتا تھا، لیکن وہ اس کی طرف التفات نہیں کرتے تھے، آخر وہ شخص ابن حنیف سے ملا اور ان سے شکایت کی تو انہوں نے کہا۔ وضو کرنے کے مقام پر جا، اور وضو کر، پھر مسجد میں آ، اور دو رکعت پڑھ، پھر کہہ اللھم انی اسئلك واتوجہ الیك بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہ بك الی ربك فتقضی حاجتی اور اپنی حاجت کا خیال کر، وہ شخص گیا، اور اس نے ایسا ہی کیا، بعد اس کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا۔ جواب اسی وقت آیا، اور اس کا ہاتھ پکڑ کے حضرت عثمان کے پاس لے گیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند پر اس کو بٹھایا، اور پوچھا تیرا کیا مطلب ہے، پھر اس کے مطلب کو روا کیا، اور کہا، تو نے ابھی تک اپنا مطلب بیان نہیں کیا تھا، اب جو تیرا مطلب ہوا کرے، اس کو کہہ دیا کر، پھر وہ شخص وہاں سے نکلا، اور ابن حنیف سے مل کر بولا جزاک اللہ خیرًا پہلے تو حضرت عثمان کا یہ حال تھا کہ میری طرف دیکھتے ہی نہ تھے۔ نہ التفات کرتے تھے، یہاں تک کہ تم نے ان سے میری بات کرائی، ابن حنیف نے کہا قسم خدا کی میں نے ان سے بات نہیں کرائی لیکن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ اتنے میں ایک اندھا شخص آیا اور اپنی بینائی کا شکوہ کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو صبر کرتا ہے، وہ بولا میرا کوئی لے چلنے والا بھی نہیں ہے، اور مجھے بہت تکلیف ہے تب آپ نے ارشاد فرمایا۔ اچھا تو وضو کے مقام پر جا، اور وضو کر، پھر دو رکعت پڑھ پھر یہی دعا آپ نے اس کو سکھائی، ابن حنیف نے کہا قسم ہے خدا کی پھر ہم جدا نہیں ہوئے تھے، اور باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں وہی نابینا شخص ہمارے پاس آیا، گویا اس کی بینائی میں کچھ خلل بھی نہ تھا۔ اور امام بیہقی نے اس حدیث کو کئی طریقوں سے نکالا ہے، اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں، اور اس کی اسناد میں روح بن صلاح ہے، ثقہ کہا اس کو ابن حبان اور حاکم نے اور اس میں کچھ ضعف ہے، باقی راوی صحیح کے ... ہیں۔ اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے مالک دار سے روایت کیا، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط ہوا۔ تو ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر آیا، اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ پانی کی دعا فرمائیے، اپنی امت کیلئے کیونکہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں، پھر خواب میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے ارشاد فرمایا، عمر کے پاس جا، وہ آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کیا انتہی، اور بیان کیا اس قصہ کو ابن عبدالبر نے استیعاب میں۔

مترجم کہتا ہے اس حدیث میں یا محمد کا لفظ ہے۔ جو ندا ہے، اور وجہ ندا کی یہ تھی، کہ وہ اندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی دعا کرتا تھا، لیکن طبرانی اور بیہقی کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی ندا کا لفظ وارد ہے اور شاید یہ ندا اس قبیل سے ہو جیسے التحیات میں السلام علیک ایہا النبی، کیونکہ ادعیہ ماثورہ میں جو الفاظ وارد ہیں، انہی

بَابُ ۱۹۰ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ

۱۳۸۶. حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَبُو عِيسَى الْمَسْرُوقِيُّ. ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ. ثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ. حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ؛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ (يَا عَمِّ! أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَنْفَعُكَ، أَلَا أَصِلُكَ) قَالَ: بَلَى. يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ (فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. تَقْرَأُ فِي كُلِّ

صلوۃ التسبیح کا بیان

ابو رافع سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا اے چچا کیا میں تم کو نہ دوں، کیا میں تم کو فائدہ نہ پہنچاؤں کیا میں تم سے صلہ رحمی نہ کروں یا تم کو صلہ نہ دوں، انھوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ (یعنی ضرورت عنایت فرمایئے احسان کیجیے) آپ نے فرمایا، تو چار رکعت پڑھ، اور ہر رکعت میں سورہ الحمد اور ایک اور سورت پڑھ جب قرآت ختم ہو جاوے تو کہہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ

کا اتباع بہتر ہے، اور بعض نے کہا کہ ندا بوجہ محبت اور شوق اور ولولہ درست ہے اور اگلے بزرگوں کے کلام میں اس کی بہت نظیریں ملتی ہیں۔ بلکہ نواب صاحب مرحوم نے تو اپنے دیوان میں یوں کہا ہے، قاضی شوکاں مددے، اور اصل یہ ہے، کہ اگر ندا اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ سوائے اللہ تبارک وتعالے کے کوئی بندہ بھی ایسا ہے جو ہر جگہ اور ہر مقام میں پکارنے والے کی سنتا ہے، تو وہ شرک ہے، اور بغیر اس اعتقاد کے ندا یا سفاہت ہے یا غلبہ شوق ومحبت ہے، وہ شرک نہیں ہے۔ اسی طرح مدد کا طلب کرنا اگر اس اعتقاد سے ہے کہ اللہ تعالے کے سوائے کوئی بندہ اپنی ذات سے کچھ کر سکتا ہے۔ تو وہ شرک ہے، اور جو یہ اعتقاد ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا، تو وہ مدد کریں گے، تو یہ شرک نہیں ہے، جیسے دوا کی تاثیر کہ اگر کوئی یہ سمجھے، کہ دوا جو چاہے گی، سو کرے گی، یا ہر طرح اثر کرے گی، تو وہ شرک ہے، اور جو یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے حکم سے اثر کرے گی، تو شرک نہیں ہے اس نکتہ کو سمجھ لینا چاہیے، اب اکثر مقامات میں جو شبہے ہوتے ہیں، وہ باقی نہ رہیں گے۔ ایک بات اور بھی سن لینا چاہیے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، پس آپ کی قبر شریف کے پاس اور اسی طرح دوسرے اولیاء اور عرفاء کی قبور پر ندا کے ساتھ سلام کرنا درست ہے، جیسے السلام علیک یا رسول اللہ کیونکہ آپ کی حیات میں بھی آپ کے ساتھ ندا کرنا درست تھا، حاصل یہ ہے، کہ جو دنیاوی حیات میں آپ سے درخواست کر سکتے تھے جیسے اللہ کی درگاہ میں دعا کرنے کی اور توجہ کرنے کی شفاعت کرنے کی یہ درخواستیں اب بھی کر سکتے ہیں، اور جو درخواستیں حالت حیات دنیاوی میں آپ سے جائز نہیں، جیسے اولاد کا دینا، رزق کا وسیع کرنا، پانی برسانا، مارنا، جلانا، غیب کی بات بتلانا، چنگا کرنا۔ وہ درخواستیں اب بھی جائز نہیں ہیں، بلکہ یہ درخواستیں خاص خداوند کریم سے کرنا چاہیئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء اور صلحاء کا واسطہ اور وسیلہ البتہ کر سکتے ہیں، جیسے کوئی یوں کہے یا اللہ بحق حضرت محمد کے یا بوسیلہ حضرت محمد مجھ کو شفا عطا فرما، یہ ہمارے نزدیک درست ہے اگرچہ بعض لوگوں کو اس میں کلام ہو۔